سُوۡرَۃُ الاَنۡعَام کی تفسیر

Lesson 3: Al-An'aam (Ayaat 40 - 59): Day 9

یہاں سے سبق کا آغاز ہے؛

قُلۡ اَرَءَيۡتَكُمۡ اِنۡ اَتٰٮكُمۡ عَذَابُ اللّٰهِ اَوۡ اَتَتۡكُمُ السَّاعَةُ اَغَيۡرَ اللّٰهِ تَدۡعُوۡنَ‌ۚ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿۴۰﴾

کہو (کافرو) بھلا دیکھو تو اگر تم پر خدا کا عذاب آجائے یا قیامت آموجود ہو تو کیا تم (ایسی حالت میں) خدا کے سوا کسی اور کو پکارو گے؟ اگر سچے ہو (تو بتاؤ) ﴿۴۰﴾

یعنی مشرکین سے سوال کیا جارہا ہے کہ مصیبت کے وقت کس کو پکارتے ہو؟ پھر آگے جواب بھی دیا جا رہا ہے کہ؛

بَلۡ اِيَّاهُ تَدۡعُوۡنَ فَيَكۡشِفُ مَا تَدۡعُوۡنَ اِلَيۡهِ اِنۡ شَآءَ وَتَنۡسَوۡنَ مَا تُشۡرِكُوۡنَ ﴿۴۱﴾

بلکہ (مصیبت کے وقت تم) اسی کو پکارتے ہو تو جس دکھ کے لئے اسے پکارتے ہو۔ وہ اگر چاہتا ہے تو اس کو دور کر دیتا ہے اور جن کو تم شریک بناتے ہو (اس وقت) انہیں بھول جاتے ہو ﴿۴۱﴾

شعور کو بیدار کرنے والا انداز ہے۔ یعنی توجہ دلانے کے لئے فرمایا گیا کہ اے نبیؐ آپ ان سے کہہ دیں۔ یعنی نبیؐ کو عزّت دی جارہی ہے۔

اَرَءَيۡتَكُمۡ : یہ لفظ عربی زبان میں کئی طرح سے بولا جاتا ہے۔ یہاں اس کے " قُلۡ اَرَءَيۡتَكُمۡ " کے معنی ہیں کہ "مجھ کو خبر دو" مجھے بتاؤ۔

کہ اگر قیامت آجائے یا کوئی زلزلہ یا سیلاب آجائے۔ پھر تو اللہ کو ہی پکاروگے۔ یا کسی مندر، بت یا صلیب، یا دربار والے، قبر والے اور درگاہ والے کو بناؤ گے۔ بڑے سے بڑے مشرک کے پاس بھی اس بات کا جواب نہیں ہوتا۔

کہ پھر تو صرف تم اللہ کو ہی پکارتے ہو۔ توحید انسان کی فطرت میں ہے۔ ایک بچے کو بھی پتا ہوتا ہے کہ ماں ہی اُس کی مشکل دُور کرے گی۔ دوسروں کو پکارا جائے تو وہ نہیں سنتے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ

﴿۴۲﴾ اور ہم نے تم سے پہلے بہت سی امتوں کی طرف پیغمبر بھیجے۔ پھر (ان کی نافرمانیوں کے سبب) ہم انہیں سختیوں اور تکلیفوں میں پکڑتے رہے تاکہ عاجزی کریں ﴿۴۲﴾

اللہ کے نبیؐ سے پہلے بھی انبیا کرامؑ بھیجے گئے۔ جب امّتوں نے نافرمانی کی تو اُن کو اللہ کی طرف سے سزا ملی۔ پھر کسی بُت یا قبر والے نے اُن کو نہیں بچایا۔

فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾

توجب ان پر ہمارا عذاب آتا رہا کیوں نہیں عاجزی کرتے رہے۔ مگر ان کے تو دل ہی سخت ہو گئے تھے۔ اور جو وہ کام کرتے تھے شیطان ان کو (ان کی نظروں میں) آراستہ کر دکھاتا تھا ﴿۴۳﴾

جب لوگوں پر عذاب آئے۔ مفلسی اور غریبی آئی۔ بیماری آئی۔ قحط یا طوفان آئے۔

یہ سب کیوں آیا تاکہ وہ عاجزی کریں۔ اللہ تعالیٰ بتا رہے ہیں کہ اگر یہ قومیں گمراہی سے نکل کر صراطِ مستقیم کی طرف آنا چاہتی ہیں تو وہ کیا کریں؟ توبہ استغفار کرتیں۔ عاجزی کریں۔

جیسے کبھی بیج ڈالنے سے پہلے زمین کو نرم کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ دلوں کو نرم کرتے ہیں تا کہ توحید کا بیج پھل پھول سکے۔

قوموں کے گناہوں کی وجہ سے دِل سخت ہو جاتے ہیں۔ کچھ تو نبیؐ کے آنے پر مان جاتے ہیں۔ لیکن کچھ کے دل بہت سخت ہوتے ہیں اس لئے اُن پر مشکلات کا ہل چلایا جاتا ہے تاکہ اُن کے دل کی زمین نرم ہو جائے۔ تاکہ وہ عاجزی کریں۔

اللہ کی محبت دلوں میں ڈالنے کے لئے اُن پر مشکل ڈالی جاتی ہے تاکہ اللہ کے قریب ہو سکے۔

عام طور پر جب ہم پر مصیبت آتی ہے تو ہم سوچ میں پڑ جاتے ہیں کہ ہم سے کیا غلطی ہو گئی ہے۔ کیا گناہ ہو گیا ہے؟

قَسَتۡ قُلُوۡبُهُمۡ دِل کی سختی کے لئے یہ لفظ آتا ہے؛

اللہ فرماتے ہیں کہ اگر ان پر مشکل آئی تھی تو یہ اللہ سے رجوع کرتے۔ لیکن یہ دوسروں پر الزام لگاتے ہیں۔ '۔۔ مگر ان کے تو دل ہی سخت ہو گئے تھے۔۔۔' تو ان کو اپنے گناہ نظر نہیں آتے۔

جس کا دِل نرم ہو گا اُس کو اپنی غلطی نظر آئے گی۔

سخت دِل والے بے حِس لوگ کیا کرتے ہیں؟ ایک تو وہ دوسروں پر الزام لگاتے ہیں کہ سیلاب آیا تو اس کی وجہ یہ ہے۔ زلزلہ آیا تو اس لئے آیا ہے۔ پھر وہ دوسروں سے مدد مانگتے ہیں۔ جب بھیک سے بھی گزارہ نہ ہو تو چیریٹی شو کے نام پر خوش ہوتے ہیں۔ ڈانس اور گانوں کے پروگرام کرتے ہیں۔

دِل روح کا گھر ہے۔ روح میں نیکی کی صفت ہے۔ دِل سخت ہونے پر روح مرنے لگتی ہے۔ نیک اور نرم دِلوں پر جب کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ اللہ سے ڈرتے ہیں۔ وہ اپنے گناہ یاد کر کے روتے اور شرمندہ ہوتے ہیں۔ وہ توبہ اور استغفار کرتے ہیں اور پھر دنیاوی وسائل کی طرف دیکھتے ہیں۔ پھر اللہ سے مدد مانگتے ہیں۔

نیک روح اور نرم دِل والے اللہ کی طرف سے آئی ہوئی مشکل یا آزمائش کو صبر سے برداشت کرتے ہیں۔ پھر وہ مشکل ٹل جاتی ہے۔ مصیبت دُور ہو جاتی ہے۔ اللہ ایسے لوگوں کو جو دین پر ثابت قدم رہتے ہیں کو اعلیٰ درجات عطا کرتا ہے۔

ہر وہ دِل جس سے اللہ کا خوف نکل جائے وہ بے حِس ہو جاتے ہیں۔ وہ روح کے تقاضوں کو بھول جاتے ہیں۔

سورۃ یونس میں اُس قوم کا تذکرہ ملتا ہے جو مصیبت پر شرمندہ ہوگئے۔ انہوں نے بت توڑ دیئے۔ فحاشی ختم کر دی۔ شرمندہ ہوئے، جنگلوں میں جا کر رونے لگے۔

"۔۔۔ مگر ان کے تو دل ہی سخت ہوگئے تھے۔ اور جو وہ کام کرتے تھے شیطان ان کو (ان کی نظروں میں) آراستہ کر دکھاتا تھا"

لیکن آج ہم کیا دیکھتے ہیں؟ لوگ اللہ کی حدود کو توڑتے ہیں اور اُن کو احساس تک نہیں ہوتا۔ قومیں اخلاقی برائیوں کو تفریح سمجھ لیتے ہیں۔

جو قومیں برباد ہوئیں اُن میں وہی برائیاں تھیں جو آج ہمارے معاشروں میں موجود ہیں۔ لوگ لواطت (Gays & Lesbians) کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارا جسمانی حق ہے۔

فَلَمَّا نَسُوۡا مَا ذُكِّرُوۡا بِهٖ فَتَحۡنَا عَلَيۡهِمۡ اَبۡوَابَ كُلِّ شَىۡءٍ ؕ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوۡا بِمَاۤ اُوۡتُوۡۤا اَخَذۡنٰهُمۡ بَغۡتَةً فَاِذَا هُمۡ مُّبۡلِسُوۡنَ ﴿۴۴﴾

پھر جب انہوں نے اس نصیحت کو جو ان کو کی گئی تھی فراموش کر دیا تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے۔ یہاں تک کہ جب ان چیزوں سے جو ان کو دی گئی تھیں خوب خوش ہو گئے تو ہم نے ان کو ناگہاں پکڑ لیا اور وہ اس وقت مایوس ہو کر رہ گئے ﴿۴۴﴾

شروع کیسے ہوتا ہے کہ اللہ نبی بھیجتا ہے۔ کتابیں اور ہدایت بھیجتا ہے۔ پھر بھی لوگ نہیں مانتے تو اُن کی آزمائش کی جاتی ہے۔ کہ شائد توبہ کر لیں۔ اگر مصیبت دیکھ کر بھی نہ سنبھلیں تو پھر اُن پر ہر چیز کے دروزہ کھول دیا جاتا ہے کہ اسی دُنیا میں جو کرنا ہے کر لو۔ عذاب کی پہلی قسط یہ ہے کہ مال، دولت، عزت، شہرت مل جاتی ہے۔ جتنا سرکش ہوتے گئے اُتنی ہی نعمتیں مل گئیں۔

فَقُطِعَ دَابِرُ الۡقَوۡمِ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا ؕ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۴۵﴾

غرض ظالم لوگوں کی جڑ کاٹ دی گئی۔ اور سب تعریف خدائے رب العالمین ہی کو (سزاوار ہے) (۴۵)

اللہ کے نبیؐ کی حدیث کا خلاصہ ہے کہ جب کسی قوم میں تم بدکاریوں اور گناہوں کے باوجود نعمتوں کی فراوانی دیکھو تو اُن پر رشک نہ کرو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ مرتے ہی اُن کے ساتھ کیا معاملہ ہونے والا ہے۔(مسند احمد)

اللہ کے نبیؐ کی حدیث کا خلاصہ ہے کہ جب کسی شخص یا قوم کو نافرمانی کے باوجود نعمتوں کے ساتھ دیکھو تو یہ استدراج ہے یعنی لمحہ بہ لمحہ پکڑنا۔

مثال: چوہے کو پکڑنے کے لئے کسی چیز میں پنیر یا امرُود لگا دیا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ خوشبو سے وہاں آتا ہے۔ جیسے ہی وہ چیز کھانے جاتا ہے اور وہاں پکڑا جاتا ہے۔ چوہے کا سر اُس میں پھنس جاتا ہے اور وہیں مر جاتا ہے۔

اور جو لوگ دنیا، دولت اور مال لے کر خوش ہوتے ہیں کہ اللہ ہم سے راضی ہے اسی لئے دے رہا ہے۔ وہ پھر پکڑ میں آجاتے ہیں۔ شیطان اُن کے اعمال اُن کو خوشنما بنا کر دِکھا دیتا ہے۔ پھر؟

"۔۔۔خوب خوش ہو گئے تو ہم نے ان کو ناگہاں پکڑ لیا اور وہ اس وقت مایوس ہو کر رہ گئے۔"

پھر ایسے لوگوں پر اللہ کی پکڑ آتی ہے۔ پھر سزا ملتی ہے۔ پھر وہ مایوس ہو جاتے ہیں۔

مثال: ایک اور آلہ سا ہوتا ہے۔ اُس میں ایک مائع سا لگا ہوتا ہے۔ اُس میں خوشبو ہوتی ہے۔ جہاں پر چوہے کو پکڑنا ہوتا ہے، وہاں وہ آلہ لگا دیا جاتا ہے۔ جیسے ہی چوہا اُسے لگتا ہے، چوہا سسک سسک کر مرتا ہے۔

آگے اللہ کا عذابِ استیصال بتایا گیا ہے۔ یہ وہ عذاب ہوتا تھا جب قوم کا آخری شخص تک مر جاتا ہے۔ پوری قوم صفحۂ ہستی سے مٹ جاتی ہے۔ جب تک تو نبیؑ آتے رہے اور اگر کسی قوم نے نبی کو جھٹلایا تو اُن کو ایسے عذاب بھی ملے۔ قومِ عاد، قومِ ثمود وغیرہ۔ جہاں سب لوگ مر جاتے ہیں۔

لیکن کیونکہ اب نبی نہیں آئیں گے اس لئے اب عذابِ استدراج آتے ہیں۔ یعنی لوگ تھوڑی تھوڑی ہو کر مرتے ہیں۔ پوری دُنیا سے انسان ختم نہیں ہوتے۔

ہم اللہ سے پناہ مانگتے ہیں کہ اللہ ہمیں ہر طرح کے عذاب سے بچائے۔ آمین

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ إِذَا سَمِعَ صَوْتَ الرَّعْدِ وَالصَّوَاعِقِ قَالَ " اللَّهُمَّ لاَ تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلاَ تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذَلِكَ "

عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ اللہ کے نبیؐ جب کبھی بھی بجلی کی چمک یا طوفان کی آواز سُنتے تھے تو دُعا کرتے " یا اللہ ہمیں اپنے غضب سے ہلاک نہ کرنا، اور اپنے عذاب سے برباد نہ کرنا، اور ہمیں اس قبل عافیت عطا فرمانا۔ ترمذی۔ (آمین)

اٹلی کا ایک شہر تھا۔ وہاں ایک قوم رہتی تھی۔ وہاں کے لوگ عریانی اور فحاشی میں حد سے گُزر گئے۔ ہم جنس پرستی بھی شروع ہو گئی۔ پھر ایک دِن پہاڑ سے لاوا نکلا۔ پوری قوم تباہ ہو گئی اور جو گندے کام کر رہے تھے اُسی طرح مر گئے۔ پھر کئی سال بعد وہ شہر دریافت ہوُا اور آج عجائب گھر کی شکل میں ہے۔ کسی نے سبق سیکھنا ہو تو دیکھ لے۔

عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبیؐ نے فرمایا کہ اللہ جب کسی قوم سے بھلائی کا اِرادہ کرتا ہے تو انہیں دو خوبیاں عطا کرتا ہے۔ اعتدال (درمیانی راہ) اور عفّت و عصمت۔ (عزّت اور آبرو کی حفاظت کرنے والے۔) جب کسی قوم کو پکڑنا چاہتا ہے تو اُن میں دو برائیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ خیانت اور بد عملی۔

یہ اللہ کا قانون ہے۔ جو کوئی نصیحت لینا چاہے تو لے لیں۔ ہر کوئی اپنے آپ کو چیک کریں۔ دولت بہت زیادہ تو نہیں آگئی؟ خاندان کا کیا حال ہے؟

اپنا محاسبہ کریں۔ اعتدال رکھیں اور عزّت کی حفاظت کرنے والے بنیں۔